ڈاکٹر شفیق احمد

پاکستان کی علاقائی زبانوں کا ایک مسئلہ

A variety of languages is there in sub-continent but Urdu is main language of communication. Urdu has deep links with other local languages. This article attempts to highlight these links of Urdu with Haryanvi, Punjabi, Saraiki and other languages.

پہلی بات تو یہ ہے کہ میری رائے میں سارے برصغیر کی ایک ہی زبان ہے جسے آج کل اردو کہتے ہیں۔ یہی زبان مختلف زمینی اور زمانی حوالوں سے اپنا ذخیرۂ الفاظ بڑھاتی، کم کرتی اور تبدیل کرتی ہوئی بلوچستان سے بنگال تک پہنچتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم انسانوں نے اپنے اپنے ارذل مقاصد کے لیے خود کو مختلف زبانوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے مفادات کے حصول کے لیے زبانوں کو اپنے ساتھ جوڑنے کی سعیٔ نامشکور فرماتے ہیں لیکن جب بھی ہمیں موقع ملتا ہے تو ہم اپنے دوسرے مذموم تر مقاصد کے حصول کے لیے اپنی زبان اور علاقوں کو چھوڑ کر دوسری زبان اور علاقوں کو اپنا لیتے ہیں۔ مجھے آج تک کسی ایسے شخص سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا جس نے اپنے نجی مالی مفادات کے مقابلے میں کسی زبان اور علاقے کو ترجیح دی ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ آخر ہم مختلف زبانوں کو ایک دوسرے کا دشمن سمجھتے ہی کیوں ہیں؟ اور یہ تصور کیوں نہیں کرتے کہ یہ زبانیں زمین پر اُگنے والے رنگا رنگ پھول ہیں جو ہمیشہ خوشبو دیتے اور کیف و انبساط پیدا کرتے ہیں۔ یہ رنگارنگی نہ ہو تو انسان جلد ہی اکتا جائے۔ اسی سے جڑی ہوئی ایک بات یہ بھی ہے کہ دنیا کے تمام حرف، لفظ، زبانیں اور علوم نسل انسانی کی میراث ہیں، نہ میری نہ آپ کی بلکہ ہم سب کی میراث۔ پھر ان سے تعصب و نفرت کیوں؟ ہاں اگر ممکن ہو تو ہم تمام حرفوں، لفظوں، زبانوں اور علوم پر کام کریں اور جہاں تک امکان میں ہو چھوٹی بڑی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ مثلاً برصغیر پاک و ہند کی مختلف زبانوں یا لہجوں مثلاً اُردو، ہریانوی، پنجابی اور سرائیکی کی ایک گتھی یہ ہے کہ اُردو کے حرف (ب) سے شروع ہونے والے الفاظ ہریانوی میں (ب) ہی سے شروع ہوتے ہیں لیکن پنجابی اور بطور خاص سرائیکی کا لبادہ اوڑھتے ہوئے لفظ کی ابتداء میں آنے والی (ب) کو (واؤ) میں بدل لیتے

Scanned by CamScanner

ہیں۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

اُردُو	ہریانوی	پنجابی	سرائیکی
بگڑ	بگڑ	وِگڑ	وِگڑ
بگاڑ	بگاڑ	وگاڑ	وِگاڑ
بیگار	بیگار	وِنگار	وِنگار
حصہ بخرہ	حصہ	وَکھرا	وَکھرا
بڑا	بڈا	وَڈّا	وَڈّا
بڑھیا	بدھیا	وَدھیا	وَدھیا
بجو	بجو	بجو	وِجوں
باجا	باجا	باجا	وَاجا
باٹ بمعنی راستہ	باٹ	وَاٹ	وَاٹ
بٹا	بٹا	وٹا	وٹا
بکاؤ	بکاؤ	بکاؤ	وِکاؤ
......	بہیڑا	وہڑا	وہڑا
بِکری	بِکری	بِکری	وِکری
بیچ (ب ی چ) درمیان	بیچ	وِچ	وِچ
بیچ (ب ے چ) فروخت	بیچ	وِیچ	وِیچ
بسرنا (بھولنا)	بسرنا	وِسرنا	وِسرنا
برسنا (بارش کا برسنا)	برسنا	وَسنا	وَسنا
بسنا	بسنا	وَسنا	وَسنا
بس	بس	وَس	وَس
بسایا	بسایا	وسایا	وسایا
بج	بج	بج	وَج

یہ اور اس طرح کے بے شمار الفاظ دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ شاید مذکورہ بالا زبانوں کے حوالے سے ایک اصول دریافت ہوگیا ہے کہ حرف (ب) سے شروع ہونے والے اُردُو الفاظ پنجابی میں اکثر لیکن سرائیکی میں ہمیشہ (واؤ) سے شروع ہوں گے۔ مزید غور کیا تو پتا چلا کہ ہریانوی لہجہ دہلی اور لکھنؤ سے

Scanned by CamScanner

علاقائی طور پر نزدیک ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُردُو کے قریب ہوگا اور پنجابی و سرائیکی لہجے دہلی اور لکھنؤ سے دور ہونے کی وجہ سے اپنی ہیئت میں تبدیلی کرلیں گے۔ مثال کے طور پر بگاڑ، بکری اور بجو وغیرہ الفاظ میں پنجابی، سرائیکی کا تتبع کرنے کی بجائے ہریانوی اور اُردُو کی پیروی کرے گی۔ پنجابی میں وٹہ اور بٹا دونوں لفظ بیک وقت ملیں گے اور یہ دونوں لفظ ہم معنی بھی ہوں گے۔ اسی طرح ہریانوی لہجے کا لفظ "بڈا" اُردُو کی ہم رکابی کی بجائے پنجابی کا ہم عنا ہوجائے گا لیکن اس خفیف فرق کے ساتھ اس کی تشدید ختم ہوجائے گی وغیرہ وغیرہ۔

لیکن کیا اب ہماری دقتیں ختم ہوگئی ہیں؟ جی نہیں۔ ہماری مشکلات ختم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھ گئی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سرائیکی اور پنجابی میں ایسے بے شمار لفظ موجود ہیں جو (ب) سے شروع ہوتے ہیں موجود ہیں لیکن ان میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوتا اور وہ (واؤ) سے تبدیل نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر یہ چارٹ ملاحظہ فرمایئے:

اُردُو	ہریانوی	پنجابی	سرائیکی
بھوک	بوکھ	بھُک	بھُک
بڈھا بمعنی بوڑھا	بڈھا	بڈھا	بڈھا
بکری	بکری	بکری	بکری
بھیڑ	بھیڑ	بھیڑ	بھیڑ
باغ	باغ	باغ	باغ
بہار	بہار	بہار	بہار
بدھ (بمعنی دن)	بدھ	بدھ	بدھ
(مہاتما) بدھ	بدھ	بدھ	بدھا
بچ	بچ	بچ	بچ
......	......	......	بہوں (بمعنی بیٹھنا)
......	......	......	بہوں (بمعنی زیادہ)
بد	بد	بد	بد
بخت	بخت	بخت	بخت
بدبخت	بدبخت	بدبخت	بدبخت
باہر	باہر	باہر	باہر

Scanned by CamScanner

بابر	بابر	بابر	بابر
برقعہ	برقعہ	برقعہ	بُرکھا
بھنگ	بھنگ	بھنگ	بھنگ
بھوسہ	بُھس	بُھس	بُھوں
بے کار	بے کار	بے کار	بے کار
برخوردار	برخوردار	برخوردار	برخوردار
باغی	باغی	باغی	باغی
باغ	باغ	باغ	باغ
بستہ	بستہ	بستہ	بستہ
بندر	بندر	بندر	بندر
بند	بند	بند	بند
بوری	بوری	بوری	بوری
باندھ	باندھ	بَدھ	بَدھ

غور کرنے پر پتا چلتا ہے کہ سرائیکی اور پنجابی میں ایسے الفاظ کثرت سے ہیں جن کا آغاز حرف (ب) سے ہوتا ہے۔ کمال یہ ہے کہ ان الفاظ میں اسم بھی ہیں اور افعال بھی۔ مصادر بھی ہیں اور مشتق و جامد بھی۔ ان الفاظ میں لاحقے بھی ہیں اور سابقے بھی۔ صرف یہی نہیں کہ ان زبانوں یا لہجوں میں بعض اوقات بہت دلچسپ صورت حال بھی پیش آتی ہے۔ مثلاً اُردُو کا لفظ ''بس'' وَس میں تبدیل ہو جاتا ہے لیکن انگریزی کا لفظ Bus پنجابی اور سرائیکی میں ''بس'' ہی رہتا ہے۔ اسی طرح لفظ ''تصویر'' کو دیکھیے جو اپنی اصل کے اعتبار سے عربی مادہ ''ص ور'' کے باب تفعیل سے تعلق رکھتا ہے لیکن جب یہ لفظ ہریانوی علاقے میں پہنچتا ہے تو ہر جگہ اُردُو کے تتبع میں ''واؤ'' کو (ب) سے تبدیل کرنے کے شوق میں لفظ ''تصویر'' کو بھی ''ت ص ب ی ر'' کی شکل دیتا اور اپنے اصلی معنوں کو بھی خبط کر دیتا ہے۔ کہیں کہیں اہل پنجاب بھی ہریانوی زبان کی تقلید میں ''تصویر'' کو تصبیر'' بولتے سنائی دیتے ہیں۔ اس سے ملتی جلتی ایک اور مثال دیکھنا چاہیے اور وہ یہ کہ اُردُو میں ایک جانور کا نام بندر ہے۔ اہلِ ہریانہ بھی اِس جانور کو بندر ہی کہتے ہیں لیکن پنجابی زبان میں یہ لفظ اپنے اندر ''الف'' بڑھا کر ''باندر'' ہو گیا ہے۔ سرائیکی بولنے والے حضرات بھی اس جانور کو اہلِ پنجاب کی طرح ''باندر'' ہی کہتے ہیں لیکن اگر قصبہ گجرات، ضلع مظفر گڑھ میں ایک قوم بستی ہے جو ''وال در'' کہلاتی ہے۔ یہ لوگ وال در کیوں کہلواتے ہوں گے یہ تو معلوم نہیں لیکن ایک بات تو یہ ہے کہ

یہ اِس عرفیت سے چڑتے نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ بندر کی کسی چھیڑ خوانی کے نتیجے میں معروف ہوئے۔ دیکھیے لفظ بندر، بندر سے باندر اور آخر میں واں در ہو گیا لیکن (ب) سے شروع ہونے کے باوجود ''بھولوں'' بمعنی ریچھ بھولوں ہی رہا۔ یہاں پر ایک واقعہ بطورِ لطیفہ عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ ایک استاد نے چھٹی جماعت کے ایک طالب علم کو انگریزی کی کلاس میں انگریزی حروف تہجی سنانے کے لیے کہا۔ طالب علم نے A,B,C زیڈ تک سنا دی لیکن اسی دوران میں جب وہ حرف V تک پہنچا تو اس نے V کو بھی پنجابی لہجے کے مطابق (بی) کہا۔ استاد نے سرزنش کی تو طالب علم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سر جی! میں بھی تو (بی) ہی کہہ رہا ہوں لیکن یہ وہ ''بی'' نہیں ہے جو A کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ یہ وہ ''بی'' ہے جو U کے ساتھ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پنجابی اور سرائیکی میں بعض حروف کی ادائیگی کے حوالے سے بہت غلطیاں کرتے ہیں اور کبھی ان کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اسی حوالے سے ایک اور معاملہ بھی قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ اُردُو میں ایک لفظ (ب ے ر) بیر بمعنی دشمنی ملتا ہے جو ہریانوی زبان میں بھی اسی تلفظ کے ساتھ موجود ہے لیکن یہی ''بیر'' جب پنجابی اور سرائیکی میں پہنچتا ہے تو ''ویر'' ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اُردُو میں ایک لفظ (ب ی ر) بمعنی بھائی ملتا ہے جو ہریانوی زبان میں زیادہ تواتر کے ساتھ مستعمل ہے۔ یہی لفظ پنجابی اور سرائیکی میں پہنچتا ہے تو ''بیر'' (واؤ) کے ساتھ بدل جاتا ہے اور لفظ ''وِیر'' بن جاتا ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ اُردُو میں ایک اور لفظ بھی اسی املا، لیکن کسی قدر مختلف تلفظ کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً ''بیر'' جو ایک درخت کا نام بھی ہے اور اس درخت پر لگنے والے پھل کا بھی۔ یہ وہی درخت ہے جس کے حوالے سے استادِ گرامی پروفیسر عابد صدیق مرحوم کے مجموعۂ کلام ''پانی میں مہتاب'' کا یہ مصرع معروف ہے:

گھر میں بیری ہو تو آ جاتے ہیں پتھر کتنے

اور یہ وہی پھل ہے جس کے بارے میں یہ لطیفہ مشہور ہے کہ ایک آدمی لنگوٹی باندھے بیری کے درخت پر بیٹھا بیر چن چن کر کھا رہا تھا۔ کسی نے قریب سے گزرتے ہوئے پوچھا کہ بھائی کیا کر رہے ہو؟ جواب دیا کہ تمہارے بھائی کو دو ہی تو شوق ہیں ایک اچھا پہننے کا اور دوسرا اچھا کھانے کا۔ لہٰذا لنگوٹی پہنے بیری کے درخت پر چڑھا بیر کھا رہا ہوں۔ کیا تمھیں نظر نہیں آتا؟ یہ لفظ بیری یا بیر اُردُو، ہریانوی، پنجابی اور سرائیکی میں کسی تغیر کے بغیر بیری اور بیر ہی کے تلفظ سے ادا کیا جاتا ہے۔

اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ پنجابی اور سرائیکی الفاظ کے آغاز میں آنے والے حرف (ب) اور اس کی تبدیلی کے حوالے سے نہ تو کوئی قاعدہ قانون ہے اور نہ ہی کوئی قاعدہ بنایا جا سکتا ہے۔ کوئی قاعدہ قانون نہ بنائے جا سکنے کی خرابی کا اندازہ ہمیں شاید عام حالات میں نہ ہو لیکن اگر کوئی غیر ہندی و پاکستانی مثلاً جاپانی، چینی وغیرہ ہمیں سے پنجابی، سرائیکی اور ہریانوی زبان سیکھنے آئے گا تو پھر ہمیں اپنی مشکل کا اندازہ ہو گا۔

Scanned by CamScanner

موجودہ صورت حال میں زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم مختلف علاقائی اور پاکستانی زبانوں کو الگ الگ زبانیں قرار دینے پر اصرار نہ کریں اور اگر کسی وجہ سے ایسا کرنا لازم ہو تو پہلے ان زبانوں کی اصلاح کر لیں ورنہ تصویر کو (واؤ) کی جگہ (ب) سے پڑھنا بہت خطرناک ہوگا۔

حوالہ جات

☆ مختلف لغات سے زیادہ میں نے اِس مضمون کی تیاری کے لیے اپنے اِرد گرد موجود اہلِ زبان مثلاً اُردُو، سرائیکی اور پنجابی دوستوں سے مدد حاصل کی ہے جن میں خورشید ناظر، پروفیسر ڈاکٹر چودھری محمد ارشد، پروفیسر ڈاکٹر سید زوار حسین شاہ، سید اظہار علی، عبدالرحمٰن اور محمد رمضان قابل ذکر ہیں۔

Scanned by CamScanner